Aitaykaf - Fazail aur masail

Maulana Muhammad Obaid-ul-llah Al Saeedi

جملہ حقوق طباعت واشاعت
پاکستان میں بحق فضلِ ربی ندوی محفوظ ہیں۔

نام کتاب ـــــــــ اعتکاف
مرتبہ ـــــــــ مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی
صفحات ـــــــــ ۴۸
طباعت ـــــــــ شکیل پرنٹنگ پریس کراچی
قیمت ـــــــــ 8 روپے

MAJLIS NASHRIAT-E-ISLAM
KARACHI.

ناشر:
فضلِ ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام
۱۔ کے ۔ ۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۲، کراچی ۱۸

فہرست

۱. حرف اول
۲. دیباچہ طبع دوم
۳. اعتکاف اہم ترین عبادت
۴. پیش لفظ
۵. اعتکاف کے لغوی معنیٰ
۶. اعتکاف کے اصطلاحی معنیٰ
۷. مشروعیت اور فضائل
۸. اعتکاف کے محاسن
۹. اعتکاف کے اقسام
۱۰. تنبیہ
۱۱. اعتکاف اور مسجد
۱۲. اعتکاف کس مسجد میں ہو
۱۳. اعتکاف کے لئے افضل مقام
۱۴. تنبیہ
۱۵. معتکف کا دوسری مسجد میں منتقل ہونا۔
۱۶. مسجد کیا ہے ؟
۱۷. مسجد کی فصیل و دیوار
۱۸. اعتکاف کے دیگر شرائط
۱۹. اعتکاف اور روزہ
۲۰. معتکف کے مشاغل
۲۱. معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا
۲۲. مسجد سے باہر نکلنے کے سلسلے میں دو اصولی باتیں۔
۲۳. اصل اول
۲۴. شرعی ضرورت
۲۵. فطری ضرورت
۲۶. اصل ثانی
۲۷. اصل الاصول
۲۸. نماز جنازہ اور عبادت

۲۹. مسجد میں کئے جانے والے دنیوی کام
۳۰. وضو و غسل
۳۱. تمباکو نوشی
۳۲. بچوں کی تعلیم
۳۳. مسجد کے اندر اپنی ملازمت کا کام
۳۴. اذان کیلئے مئذنہ میں جانا
۳۵. مسجد کی چھت
۳۶. پانی گرم کرنے کیلئے نکلنا
۳۷. بیت الخلاء
۳۸. اعمالِ حج کی ادائگی کیلئے نکلنا
۳۹. اضطراری حالات
۴۰. اعتکاف نذر کے مخصوص مسائل
۴۱. اعتکاف مسنون کا حکم خاص
۴۲. اعتکاف نفل.
۴۳. عورت کا اعتکاف
۴۴. مفسدات اعتکاف
۴۵. پہلی صورت
۴۶. دوسری و تیسری صورت
۴۷. فساد اعتکاف کا مطلب
۴۸. اعتکاف کی قضا
۴۹. اعتکاف مسنون کی قضا
۵۰. ضروری تنبیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم. اما بعد

اعتکاف اسلام کی اہم ترین عبادات میں سے ہے. پھر رمضان کے ساتھ اسکے تعلق اور اس کے ذریعہ شب قدر کے حصول کی امید نے اسکی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے. ہر سال اللہ کے ہزار ہا بندے اس عالم ارضی کے طول و عرض میں سیکڑوں مساجد میں اس عبادت کی انجام دہی کرتے ہیں.

دس دن کے مستقل قیام میں معتکف کو مختلف حالات پیش ہوتے ہیں. جن کے احکام جاننے کی ضرورت ہوتی ہے. لیکن سارے جزئیات کے یکجا نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات یہ ضرورت پوری نہیں ہو پاتی اور ناواقفیت کی وجہ سے بعض وقت غلطیاں بھی ہوتی ہیں. اس ضرورت کے پیش نظر عرصہ سے تمنا تھی کہ اس موضوع پر ایک رسالہ ترتیب دیا جائے جسمیں اس

مسئلہ سے متعلق مختلف جزئیات کو جمع کر دیا جائے۔

الحمد للہ استاذی وسیدی، سندی و ملاذی حضرت مولانا الحاج الشاہ صدیق احمد صاحب باندوی مدت فیوضہم کی دعاؤں اور ہمت افزائی کے نتیجہ میں آج یہ آرزو پوری ہو رہی ہے اور رسالہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور میری خوش قسمتی ہے کہ حضرت نے رسالہ کے اکثر مضامین کا بالاستیعاب مطالعہ فرما کر مزید ہمت افزائی فرمائی۔

میں مکرمی جناب مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی ناظم تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود رسالہ کا مطالعہ فرما کر اپنے قیمتی پیش لفظ سے نوازا۔ اور بصورت حاشی اپنی معلومات و آراء سے مستفید فرمایا جن میں سے بعض کو احقر نے بعینہ بطور حاشیہ کے رسالہ کا جز بنا دیا اور بعض کے پیش نظر اپنی عبارات میں مناسب ترمیم کر دی۔

اور محبی مولوی باب الدین صاحب مظاہری بھی مستحق شکریہ ہیں کہ انھوں نے اپنے مکتبہ سے اس رسالہ کی اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ فجزاھم اللہ خیرا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد محمد عبید اللہ الاسعدی

مدرس جامعہ عربیہ ہتھورا ضلع باندہ

۴ / ۲ / ۹۸ھ

دیباچہ طبع دوم

باسمہ سبحانہ

دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے موقع پر نظر ثانی میں حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (کراچی) کی تالیف بابت اعتکاف کی تلخیص جو البلاغ ماہ رمضان ۱۴۰۲ھ میں شائع ہوئی ہے اس کو سامنے رکھ کر کچھ مسائل کا اضافہ اور کچھ ردوبدل کیا ہے۔ انشاء اللہ ان مسائل کے اضافہ سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ جائے گی۔

فقط

الاسعدی غفرلہ

۳ / ۱۲ / ۱۴۰۲

پیش لفظ

از : مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی

ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ و استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

امّا بعد:

اللہ تعالیٰ نے آخری دین کی حفاظت کا ذمہ لیکر جہاں ایک طرف دین حنیف کے ماننے والوں کو اس خطرہ سے مطمئن کر دیا کہ اب اسے نہ تو پورے طور پر مٹایا ہی جا سکے گا اور نہ اسمیں کوئی ایسی تبدیلی کی جا سکے گی جس سے دین صحیح کا پہچاننا مشکل ہو جائے۔ وہیں دوسری طرف دین کے حاملین اور انکے داعی حضرات و علمائے کرام پر یہ ذمہ داری بھی عائد کر دی ہے کہ وہ دین کو صحیح شکل میں پیش کرتے رہیں اور اللہ کی مخلوق کو رحیم و کریم مولا کی طرف سے مقرر کئے ہوئے راستہ سے باخبر کرتے رہیں۔

مذہب کی تاریخ گواہ ہے کہ علماء کرام نے پچھلی تیرہ چودہ

صدیوں میں اس فرض منصبی کو جس مستعدی اور دیانتداری کے ساتھ انجام دیا ہے اس کی نظیر پیش کرنے سے دیگر مذاہب عاجز اور گذشتہ ادیان درماندہ ہیں۔

آخری دین کے امینوں (علماء) نے اپنا یہ فریضہ کبھی تو لاکھوں لاکھ حدیثوں کا ذخیرہ جمع کردینے کی محیر العقول شکل میں ادا کیا اور کہیں کتاب وسنت اور اجماع امت کے سرچشموں سے مسائل استنباط کرنے کے بعد انھیں فقہ و فتاویٰ کی صورت میں مدون کر کے انجام دیا۔

جب یہ پخت و پز کا عمل مکمل ہو گیا اور اسلاف کی اس عظیم الشان محنت و کاوش سے صرف فائدہ اٹھانے ہی کا کام باقی رہ گیا تو بعد کے دور میں علماء نے اگلوں کی محنتوں سے پچھلوں کے لئے استفادہ آسان تر کر دینے کی غرض سے ہر موضوع پر الگ الگ مختصر و مفصل ضخیم و قصیر کتابیں لکھ کر امت کو مزید سہولتیں بہم پہونچانے کی قابل قدر کوششیں کیں اور بحمد اللہ یہ سلسلہ بغیر انقطاع کے آج تک جاری ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر رسالہ بھی ہے جسے ہونہار جواں سال ذی استعداد عالم عزیز گرامی قدر مولوی عبید اللہ بستوی سلمہ اللہ فاضل دار العلوم دیوبند (مدرس جامعہ عربیہ ہتھورا ضلع باندہ) نے مرتب کیا ہے جس میں اعتکاف کے بارے میں پیش آنے والے اکثر مسائل کا جواب نہایت خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے اور اس امر کی پوری کوشش

کی گئی ہے کہ ان خوش نصیبوں کی علمی پیاس بجھانے کا سامان کر دیا جائے جنھیں اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے مہینے میں اعتکاف کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اس عزیز کی خواہش پر احقر نے یہ رسالہ حرفاً حرفاً پڑھا اور جہاں جو مشورے دینا یا تغیر و تبدل کرنا مناسب معلوم ہوا بے تکلف کہہ دیا عزیز گرامی مرتبت نے اپنی فطری سعادتمندی کی بنا پر انھیں قبول کر کے اصل کتاب میں شامل کر لیا یا حاشیہ پر جگہ دے دی۔

کتاب کے مطالعہ سے اس کے مرتب کی غیر معمولی محنت و کاوش کا بھی اندازہ ہو گا جو انھوں نے فقہ و فتاویٰ کی ایک درجن سے زائد کتابوں سے جزئیات اکٹھا کرنے میں انجام دی ہے۔ فجزاھم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء

راقم السطور (اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کے پورے اعتراف کے ساتھ) یہ عرض کرنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ اس مختصر رسالہ (یا چھوٹی سی کتاب) میں جتنے مسائل بیان کر دیے گئے ہیں وہ انشاء اللہ بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیں گے۔ اس طرح یہ رسالہ بجا طور پر بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حسن قبول عطا فرمائے اور بیش از بیش فائدہ رساں بنائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ والسلام

احقر محمد برہان الدین سنبھلی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۹۸ھ
مطابق ۱۱ مئی ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی
اما بعد:

اعتکاف ایک اہم ترین عبادت

عبادات میں فرائض سے بڑا مرتبہ کسی عبادت کا نہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اعتکاف فرض نہ ہونے کے باوجود اسلام کی ایک اہم عبادت ہے۔ نماز میں اللہ کا بندہ آقا کی بارگاہ میں قیام کرتا ہے، کبھی رکوع و سجود۔ زکوٰۃ میں اپنی گاڑھی کمائی کا بہ وال حصہ محض اللہ کے حکم پر اس کے بتائے ہوئے مواقع پر خرچ کرتا ہے۔ روزہ میں خالق کے مطالبہ پر فطری خواہشات سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے۔ حج میں ایک عاشق از خود رفتہ کی طرح لباس و وضع قطع سے بے پروا اور دنیا سے بے گانہ ہوکر والہانہ انداز میں مقامات مقدسہ کے چکر لگاتا ہے اور بے دریغ اپنی کمائی لٹاتا ہے لیکن اعتکاف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بندہ کچھ دنوں کے لئے تمام دنیوی رشتوں اور تعلقات سے آزاد ہوکر اپنے آپ کو اس مقام پر ڈال دیتا ہے جیسے بیت اللہ یا اللہ کا

گھر اور مسجد کہا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ کسی کے سامنے اپنی حاجتمندی کے اظہار کا اس سے بہتر اور موثر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ حاجتمند اپنے آپکو حاجت روا کے در پر ڈال دے اور نہ عشق و محبت میں از خود رفتہ ہو جانے کے اظہار کی اس سے بہتر کوئی صورت ہے کہ عاشق اپنے معشوق و محبوب کے در کا کتا بن جائے۔ یہی وہ خصوصیت ہے جس نے اعتکاف کو یہ اہمیت عطا کی ہے۔

خلوص دل کے ساتھ اعتکاف کرنے والے کے دل کی کتنی سچی تعبیر کی ہے شاعر نے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اعتکاف کے لغوی معنیٰ

عکوف و اعتکاف کے معنیٰ ٹھہرنے، کسی چیز پر جمے رہنے نیز روکے رکھنے کے آتے ہیں قرآن مجید میں لفظ عکوف کا استعمال دونوں معانی میں ملتا ہے۔ ارشاد ہے

۱۔ وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علیٰ قوم یعکفون علیٰ اصنام لھم	ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار پہنچا دیا تو وہ ایک ایسی قوم پر سے گذرے جو اپنے بتوں پر جمی ہوئی تھی۔

۲۔ والھدی معکوفا ان یبلغ محلہ — اور ہدی اس حال میں کہ وہ اپنے محل تک پہنچنے سے روک دی گئی۔

اصطلاحی معنیٰ

اصطلاحِ شرع میں اعتکاف کے معنی ہیں۔ جس مسجد میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہو اس میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا اور اقامت اختیار کرنا۔ چونکہ بندہ اس عمل میں اپنے آپ کو اللہ کے گھر میں روک دیتا ہے اور مسجد میں جم کر بیٹھ رہتا ہے اس لئے اسے اعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف کا رکن ”ٹھہرنا“ اور اس کی شرط خاص مسجد کا ہونا اور نیت اعتکاف کا ہونا ہے۔

مشروعیت اور فضائل

اعتکاف کی مشروعیت کتاب و سنت اور عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اعتکاف کا ذکر ہے اور احادیث میں آتا ہے کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اعتکاف کی ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ یہ عبادت پچھلی امتوں اور شریعتوں میں بھی موجود تھی چنانچہ طحطاوی میں مذکور ہے۔ اعتکاف شرائع قدیمہ سے ثابت ہے

دلیل باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ کہ باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم فرمایا کہ بیت اللہ کو طواف کرنے والوں اور اس میں اعتکاف کرنے والوں کے لئے صاف رکھیں۔

دوسری بڑی فضیلت کی بات یہ ہے کہ مشہور روایت کے مطابق شب قدر جس کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے اس کی بابت گمان غالب یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں ہوتی ہے اور اعتکاف جس میں آدمی پورا وقت عبادت میں صرف کرتا ہے اس اہم رات کے حصول کا ذریعہ ہے اس کے علاوہ احادیث پاک میں بکثرت اس کے فضائل مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والوں کے بارے میں فرمایا۔ کہ وہ اعتکاف کی وجہ سے اور مسجد میں مقید رہنے کی وجہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اعتکاف کے محاسن

تمہیدی بیان میں ہم اجمالاً اعتکاف کی اہم خوبی کی طرف اشارہ کر چکے ہیں

علماء امت نے مختلف مواقع پر اعتکاف کے محاسن بیان فرمائے ہیں۔۔
صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں۔

اعتکاف کے محاسن لاتعد ولاتحصیٰ ہیں۔ اس میں بندہ اپنے دل کو امور دنیویہ سے بالکل فارغ کرلیتا ہے اور یکسو ہوکر عبادت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اپنے آپ کو بایں معنی اپنے مولا کے سپرد کردیتا ہے کہ اس کے در پر پڑا رہ کر اسکے رحم وکرم کا منتظر رہتا ہے اور مولا کے گھر اور قلعہ کی چہار دیواری میں خود کو محصور کر کے دن ورات اس کی عبادت وطاعت کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے اور اس طرح اپنے دشمن شیطان کے چنگل سے محفوظ رہتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب رعایا بادشاہ کے حضور حاضر رہ کر اسکے احکام کی بجا آوری کرے۔ تو بادشاہ لامحالہ متوجہ ہوکر جود وکرم کی بارش کرتا ہے۔

معتکف اس شخص کے مانند ہے جو اپنی کسی ضرورت کے تحت کسی بڑے آدمی کے دروازے پر جس سے حاجت روائی کی توقع ہوتی ہے پڑا رہتا ہے اور گویا زبان حال سے یہ کہتا رہتا ہے کہ اپنے آقا کے در سے اسوقت تک نہیں ٹلوں گا جب تک کہ میری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف کر کے مجھ پر رحم وکرم کی بارش اور الطاف وانعام کی نوازش نہ ہوگی۔

اعتکاف کے اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

واجب　　سنت مؤکدہ　　نفل

واجب:۔ یوں تو شریعت نے کسی پر اعتکاف واجب نہیں کیا ہے لیکن اگر کوئی خود اپنے اوپر واجب کرے یعنی اعتکاف کی نذر مانے۔ مثلاً یہ کہے کہ میرے ذمہ لازم ہے کہ میں اللہ کے لئے ایک ماہ کا اعتکاف کروں یا یہ کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا تو اس پر اتنے دن کا اعتکاف واجب ہو جائیگا۔

سنت موکدہ: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف مسنون ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اس کا پابندی سے اہتمام فرمایا۔ اور آپ نے اسکے فضائل بھی بیان فرمائے۔ لیکن آپ کے اس عمل کی وجہ سے امت پر واجب نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اعتکاف نہ کرنے والوں کو آپ نے ملامت نہیں فرمائی۔ اور یہ عام سنتوں کی طرح سنت مؤکدہ بھی نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی ہر فرد کے حق میں سنت نہیں ہے بلکہ پوری آبادی کے حق میں سنت ہے۔ لہذا ہر آبادی میں کم از کم ایک آدمی کو ضرور اعتکاف کرنا چاہیئے۔ ورنہ اس آبادی کے سارے لوگ گنہگار ہوں گے۔۔۔

حتیٰ کہ کسی بستی میں اگر وہیں کا کوئی آدمی نہ مل سکے تو کسی دوسری بستی کے آدمی کو تیار کر کے اپنی بستی میں بٹھانا چاہیئے۔ بہر حال یہ اہل بستی کی ذمہ داری ہے کہ اپنی مسجد کے لئے معتکف کی فکر و نظم کریں مگر خیال رہے کہ اجرت دیکر کسی کو اعتکاف میں بٹھانا درست نہ ہوگا۔۔ تنبیہ: اس موقع پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اعتکاف پورے شہر والوں کے حق میں سنت موکدہ ہے یا ہر مسجد والوں کے حق میں سنت ہے (جیسا کہ نماز تراویح باجماعت پڑھنا ہر مسجد والوں کے حق میں سنت موکدہ علی الکفایہ ہے)

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں تصریح فرمائی ہے کہ اعتبار بستی اور شہر کا ہے چنانچہ ہر آبادی میں سے ایک آدمی کا اعتکاف کافی ہے یعنی شہروں میں تو پورے شہر کی آبادی کا اعتکاف ہوگا۔ لیکن گاؤں میں چونکہ ہر گاؤں مستقل آبادی اور الگ بستی شمار ہوتا ہے اس لئے ہر گاؤں میں کم از کم ایک آدمی کو اعتکاف کرنا چاہیئے۔

نیز یہ کہ فقہاء کی بعض تصریحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پورے شہر کو ایک آبادی کا حکم دے کر صرف ایک شخص کے اعتکاف پر اکتفا اس وقت ہے جب کہ شہر زیادہ لمبا چوڑا نہ ہو بلکہ چھوٹا ہو۔ اس اعتبار سے کہ اس شہر کے ایک کنارے پر ہونے والے واقعہ کی خبر دوسرے کنارے تک پہنچنے میں دیر لگتی ہو لیکن اگر شہر اتنا لمبا چوڑا ہو

کہ ایک کنارے کی خبر دوسرے کنارے تک اگر کوئی خاص ذریعہ نہ ہو تو کئی دن تک نہ پہونچے تو ایسے شہر میں اس کے الگ الگ حصوں کے اعتبار سے مختلف افراد کو اعتکاف کرنا چاہئے۔ ویسے ہر محلہ میں اس کا نظم کرنا اور ہر مسجد میں بہر حال بہتر ہے۔ واللہ اعلم

مستحب:۔ علماء کے مشہور قول کے مطابق اعتکاف کے لئے کسی وقت کی تحدید نہیں ہے بلکہ جب چاہے جتنے وقت کیلئے چاہے نفل اعتکاف کرسکتا ہے چنانچہ اگر کسی نے ایک طرف سے مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کی اور دوسری طرف سے نکل گیا تو اس کا اعتکاف ہو گیا۔

اعتکاف اور مسجد چونکہ حضرت علی و حذیفہ رضی اللہ عنہما سے حضورؐ کا ارشاد مروی ہے لا اعتکاف الا فی المسجد اعتکاف صرف مسجد میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے مسجد میں اعتکاف لازم ہے اگر مسجد میں اعتکاف نہ کریں تو اعتکاف نہ ہو گا۔

اعتکاف کیلئے مسجد جماعت کی شرط:۔ اعتکاف ہر مسجد میں درست نہیں ہے مشہور قول کے مطابق مسجد ایسی ہونی چاہئے جس میں پنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو۔ اس لئے کہ اعتکاف کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ بندہ نماز باجماعت کا پورے طور پر اہتمام کرے اور اگر مسجد پنجوقتہ باجماعت والی نہ ہوگی تو یا تو اسکی جماعت فوت ہوگی یا جماعت کیلئے

دوسری مسجد میں جانا پڑے گا اور کہیں آنا جانا بوجہ اعتکاف کے خلاف ہے اور کہیں گئے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اسی طرح ممکن ہے کہ آدمی مسجدِ جماعت میں اعتکاف کرے اس لئے ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جہاں پنجوقتہ نماز باجماعت پابندی کے ساتھ نہ ہوتی ہو درست نہیں۔

علماء کا مشہور قول تو یہی ہے لیکن غیر مشہور قول کے مطابق ہر مسجد میں اعتکاف کی اجازت ہے چنانچہ امام طحاوی اور علامہ شامی وغیرہما کا یہی رجحان ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ایسی جامع مسجد میں اعتکاف کرے جس میں پنجوقتہ نماز نہیں ہوتی تو جامع مسجد ہونے کی وجہ سے اعتکاف جائز ہے اور جماعت کے لئے اسے دوسری مسجد جانا چاہئے۔ اگرچہ بعض حضرات نے جامع مسجد کے لئے بھی مسجد جماعت کی شرط لگائی ہے۔ ویسے ہمارے یہاں عام طور پر یہی دستور ہے کہ جامع مسجد میں پنجوقتہ جماعت ہوا کرتی ہے اس لئے یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

اعتکاف کیلئے افضل مقام:۔ نماز پڑھنے والے ثواب کے اعتبار سے مساجد میں باہم جو افضلیت ہے اسکے پیش نظر اعتکاف کے لئے افضل اور غیر افضل مقام کی فقہاء نے تعیین کی ہے چنانچہ سب سے افضل مقام مسجد حرام ہے اس لئے کہ اسمیں مشہور روایت کے مطابق ہر نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ دوسرا درجہ

دوسرا مسجد نبوی کا ہے کہ اسمیں ہر نماز کا ثواب ایک ہزار یا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے. تیسرا درجہ مسجد اقصیٰ کا ہے کہ اسمیں ہر نماز کا ثواب ایک ہزار یا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے اور چوتھا درجہ مقامی جامع مسجد کا ہے کہ اسمیں ہر نماز کا ثواب پانچسو نمازوں کے برابر ملتا ہے[۱] اور اس کے بعد محلے کی مسجد کا درجہ ہے پھر جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں.

تنبیہ:- یہ تفصیل مساجد کی باہم فضیلت کی بنیاد پر ہے لیکن ان کے علاوہ اگر کوئی دوسری دینی اہمیت رکھنے والی وجہ کسی مسجد کو حاصل ہو تو اس مسجد میں اعتکاف اولیٰ و افضل رہیگا. مثلاً اگر کسی مسجد میں علوم دینیہ کی درس و تدریس یا ارشاد و اصلاح کا سلسلہ ہو اور معتکف کا پہلے سے اس کا تعلق ہو یا اس موقع پر اس سے استفادہ کرنا چاہے تو اس کے لئے محلہ کی مسجد کے بجائے اس مسجد میں اعتکاف افضل ہوگا. اس لئے کہ فقہائے نے تحصیل علوم کی خاطر بعض مخصوص اور استثنائی صورتوں میں ترک جماعت تک کی اجازت دی ہے.

نیز یہ کہ حضورؐ کی حیات میں صحابہ کرامؓ مسجد حرام کی افضلیت معلوم ہونے کے بعد بھی مسجد نبوی میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے.

---

[۱] قزوینی نے حضرت انسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں مسجد نبویؐ و مسجد اقصیٰ دونوں میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب مذکور ہے.
از جمع الفوائد

اسی طرح اگر کسی شخص سے تدریس و تعلیم وارشاد واصلاح کا سلسلہ جاری ہو اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی غرض سے مقامی مسجد کے بجائے جہاں اس کا فائدہ زیادہ ہو وہاں اعتکاف کرے تو اس کا یہ اعتکاف یقیناً اولیٰ وافضل ہوگا۔ اس لئے کہ جو عبادت دوسروں کے حق میں بھی مفید ہو وہ اس عبادت سے بدرجہا افضل ہے جس میں صرف عبادت گذار کا فائدہ ہوگا۔ اسی لئے ارشاد نبویؐ ہے۔

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ ہے۔

معتکف کا دوسری مسجد میں منتقل ہونا۔ جس مسجد میں اعتکاف کیا جائے اسی میں پورا کرنا چاہئے بلا ضرورت دوسری مسجد میں منتقل ہونا بہتر نہیں اسلئے کہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جسمیں جمعہ نہیں ہوتا پھر جمعہ کیلئے جامع مسجد جائے اور وہیں رہ جائے یا نماز کے بعد دیر تک ٹھہرا رہے تو مکروہ ہے (طحطاوی والبحر) ہاں جس مسجد میں معتکف اسکے جس گوشے میں چاہے جائے اٹھے بیٹھے کوئی ممانعت نہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں مسجد زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جسکو نماز کی ادائگی کے لئے خاصکر دیا گیا ہو خواہ برآمدہ ہو خواہ صحن سہ دری ہو یا کمرہ اس کے علاوہ مسجد سے متعلق دوسری چیزیں مثلاً سامان رکھنے کا کمرہ استنجا خانہ اور وضوخانہ وغیرہ اگرچہ مسجد اور نمازیوں کی ضرورت کے لئے ہوں مسجد کے حکم میں نہیں ہیں معتکف کا بلا ضرورت ان مقامات پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسجد کی فصیل اور دیواریں ۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو حصہ نماز کے لیے خاص ہے اس کی دیواروں کا کیا حکم ہے آیا وہ مسجد میں داخل ہیں یا خارج ۔۔۔ اس باب میں متقدمین یا متاخرین کی کوئی تصریح نظر سے نہیں گذری ۔ البتہ بعض اصحاب فتاویٰ نے اس سے متعلق بحث کی ہے مثلاً حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ مفتی اول دار العلوم دیوبند اور حضرت تھانویؒ نے اس مبحث پر قلم اٹھایا ہے ۔

ان دونوں حضرات کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد سے متعلق اجزاء کا مسجد میں داخل ہونا یا نہ ہونا بانی مسجد کی نیت پر موقوف ہے اگر اس نے داخل کرنے کی نیت کی ہو تو داخل ہے ورنہ خارج قرار پائے گا ۔ لیکن اگر بانی مسجد موجود نہ ہو تو عرف پر مدار ہو گا ۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ۔

"میرے نزدیک قرائن عرفیہ کی بناء پر فصیل مسجد سے خارج ہے اگر کسی کے نزدیک قرائن عرفیہ داخلہ کے ہوں تو داخل ہو گی ۔ (امداد الفتاویٰ سوم)

مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں ۔

"اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل فرش مسجد سے متصل ہو وہ داخل ہوتی ہے اور دوسری طرف کی خارج ہوتی ہے ۔ (فتاوی دار العلوم)

اس بحث کا تعلق اصلاً اس فصیل و منڈیر سے ہے جس پر کھڑا ہونا بیٹھنا، نماز پڑھنا اور وضو کرنا ممکن ہو اس لئے کہ اس میں تحقیق کی ضرورت ہے کہ وہ مسجد ہے یا نہیں ؟

لیکن وہ فصیل یا منڈیر جس پر دروازہ یا کھڑکی لگی ہو تو چوں کہ

دروازہ اور کھڑکی کا اندرونی حصہ داخل مکان اور باہر کا حصہ بیرونی سمجھا جاتا ہے اس لئے مسجد میں بھی یہی کہا جائے گا کہ دروازہ اور چوکھٹ کا اندرونی حصہ مسجد کے حکم میں ہے اور جس دیوار یا منڈیر پر دروازہ یا کھڑکی نہ ہو اور وہ مسجد کے اس حصے سے متصل ہو جس میں نماز ہوتی ہے تو احقر کے نزدیک اس دیوار کو داخل مسجد سمجھنا چاہیئے کہ عموماً گھر کی دیوار گھر میں شامل سمجھی جاتی ہے۔ ہاں اگر بانیٔ مسجد موجود ہو تو اس سے تصریح کرا لینی چاہیئے البتہ بہتر یہی ہے کہ وضو کے علاوہ کسی ضرورت سے معتکف اس دیوار پر نہ جائے۔ واللہ اعلم۔

شرائط اعتکاف۔ اعتکاف کی ایک تو عام شرائط ہیں جو تمام عبادات کے لئے ہیں یعنی مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا۔ مرد ہونا یا آزاد ہونا شرط نہیں ہے چنانچہ بچہ (اگر عاقل ہو) اور عورت و غلام سب اعتکاف کر سکتے ہیں۔ خاص اعتکاف کے سلسلہ میں مزید کچھ شرطیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) نیت ہونا (۲) حیض و نفاس سے پاک ہونا کہ یہ دونوں امور مفسدات اعتکاف میں سے ہیں۔ البتہ جنابت سے پاک ہونا بایں معنی شرط نہیں کہ اگر دوران اعتکاف جنابت کی حالت پیش آئے تو اعتکاف باقی رہے گا لیکن اس حال میں آغاز صحیح نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ اعتکاف کا آغاز مسجد میں داخل ہونے سے ہوتا ہے اور حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

اعتکاف میں روزہ کی شرط۔ اعتکاف نذر میں روزہ رکھنا بالاتفاق

ضروری ہے خواہ نذر یا نتعوقت روزہ کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

اعتکاف مسنون چونکہ رمضان میں ہی ہوتا ہے اس لئے روزہ بہرحال رکھے گا لیکن اگر کوئی شخص ایسے حال میں ہو کہ روزہ نہ رکھ سکے تو کیا اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا؟ اس سلسلہ میں عام طور پر فقہاء کی جو تصریحات ملتی ہیں ان سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ چونکہ اعتکاف مسنون کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ اس لئے روزہ نہ ہونے سے اعتکاف پر اثر نہ پڑے گا۔۔ لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ متعدد معتمد ارباب متون نے باب الاعتکاف کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے

سن لبث فی المسجد بصوم ونیۃ

یعنی روزہ اور نیت کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنا مسنون ہے۔

اس عبارت سے ان حضرات نے اعتکاف کے مسنون ہونے کے بیان کے ساتھ اس کی حقیقت کو بھی واضح کیا ہے اور اس سلسلہ میں روزہ اور نیت دونوں کا ذکر کیا ہے (کنز ہدایہ نورالایضاح وغیرہ) اصحاب شروح میں سے مختلف حضرات نے اپنی توضیحات میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ روزہ کی قید اعتکاف نذر میں ہے اعتکاف مسنون میں نہیں ہے البتہ علامہ شامیؒ ملا علی قاریؒ اور محقق ابن ہمامؒ وغیرہ کا رجحان ہے کہ چونکہ مختلف روایات میں اعتکاف کے ساتھ روزہ کی بھی تصریح ہے کہ اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہو سکتا اس لئے اعتکاف مسنون میں بھی روزہ شرط ہے۔ یہ حضرات اس مسئلہ کی تائید

مین بعض ارباب متون کی عبارت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ انھوں نے روزہ کا وجوب محض نذر کیلئے بیان کیا ہے اور نفل سے بھی نفی کی ہے سنت کی بابت سکوت کیا ہے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

ومقتضی ذالک ان الصوم شرط ایضا فی الاعتکاف المسنون انما صرحوا بکونه شرطا فی المنذور وسکتوا عن بیان حکم المسنون لظهور انه لایکون الا بالصوم عادة
شامی ج ۲ صفحہ ۱۳۱

اس کا مقتضی یہ ہے کہ روزہ اعتکاف مسنون میں بھی لازم ہو۔۔۔ (فقہاء نے) اعتکاف نذر میں روزہ کے شرط ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔۔ اور اعتکاف مسنون کے بارے میں سکوت فرمایا ہے کیونکہ وہ تو رمضان المبارک میں ہونے کی بنا پر روزہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے (لہذا اس کے ساتھ یہ شرط لگانے کی ضرورت نہیں محسوس کی)

احقر کے نزدیک انھیں حضرات کی رائے اعتکاف مسنون میں بھی روزہ کا لزوم راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور نفل اعتکاف کے سلسلہ میں ان روایات کی بنا پر جن میں روزہ کے بغیر اعتکاف کا صحیح ہونا مذکور ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ اعتکاف نفل میں بھی روزہ ضروری ہے اور چونکہ روزہ پورے دن کا ہوتا ہے اس لئے ایک دن سے کم کا اعتکاف نہیں ہو سکتا لیکن مشہور قول کے مطابق اعتکاف نفل کے لئے چونکہ وقت کی کوئی تحدید نہیں ہے اس لئے اسکے واسطے روزہ کی بھی شرط نہیں ہے۔
معتکف کے مشاغل۔ جب معتکف چند دن کے لئے اپنے آپکو امور

دنیوی سے الگ کر کے آقا کے در پر ڈال دیتا ہے تو اس کے اعضا کو دنیاوی مشاغل سے حتی الامکان آزاد ہونا چاہیے۔ اس کو اپنا سارا وقت تلاوت قرآن پاک، ذکر درود پاک یا احادیث اور دیگر علوم دینیہ کی کتابوں کے مطالعہ میں گذارنا چاہیے جب کسی ایک عمل سے طبیعت اکتا جائے تو دوسرے میں لگ جائے یا خاموش رہے بے کار باتوں میں زبان کو مشغول نہ رکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تھکنے کی صورت میں سو جائے اس لئے کہ سونے سے زبان خود بخود لایعنی باتوں سے رک جائے گی لیکن محض خاموشی کو عبادت سمجھ کر اختیار نہ کرے بلکہ اس خیال سے اپنائے کہ اگر بے کار زبان چلائیں گے تو گناہ کی باتیں زبان سے نکلیں گی۔

معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا۔ اعتکاف کی حقیقت چونکہ یہ ہے کہ معتکف مسجد میں جمارہے اس لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا اور باہر رہنا اعتکاف کے مقتضی کے خلاف ہے فقہا نے صرف خاص حالات میں معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے تاکہ معتکف نے جس بات کی نیت کی ہے اس کا پابند رہے۔

مسجد سے باہر جانے کے سلسلہ میں دو اصولی باتیں۔ اس سلسلہ کی جزئیات و تفصیلات کے ذکر سے قبل ان دو اصولوں کا ذکر کرنا مناسب معلوم معلوم ہوتا ہے جن کے تحت ساری جزئیات آتی ہیں۔ اصل اول ضرورت ہے کہ ضرورت کی بنا پر معتکف کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اور اصل ثانی بوقت نیت استثناء ہے۔

اصل اول:۔ ضرورت جس کی بنا پر معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے فقہا نے اسکی دو قسمیں کی ہیں شرعی ضرورت اور فطری ضرورت۔

شرعی ضرورت:۔ ۱۔ جس مسجد میں معتکف ہے وہ اگر جامع مسجد نہیں ہے تو جمعہ کیلئے نکلنا۔ (۲) اگر جامع مسجد میں اعتکاف کیا ہے لیکن صرف جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو چونکہ اکثر فقہا نے جامع مسجد ہونے کی بنا پر اعتکاف کی اجازت دی ہے اس لئے جماعت کیلئے نکلنا (۳) اگر نذر کا اعتکاف ہو اور درمیان میں عید پڑ جائے تو نماز عید کے لئے نکلنا (۴) وضو کیلئے نکلنا۔ (۵) اذان کے لیے نکلنا (۶) ازالہ نجاست کے لئے نکلنا

فطری ضرورت:۔ ۱۔ پیشاب پائخانہ کیلئے نکلنا (۲) اگر مسجد تک کھانا لانے کا کوئی نظم نہ ہو تو کھانے کیلئے نکلنا خواہ مسجد میں لاکر کھائے یا کھاکر آئے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ کھانا مسجد میں لاکر کھائے کہ معتکف کے لئے مسجد میں کھانا جائز ہے نیز اس صورت میں زیادہ دیر مسجد سے باہر بھی نہیں رہنا پڑے گا (۳) پیشاب کا قطرہ آنے کی صورت میں استنجا پاک کرنے کیلئے نکلنا۔۔ پیشاب پاخانہ کے لئے نکلنے کی صورت میں اگر استنجی خانہ مشغول ہو تو انتظار میں کھڑا رہنا بھی درست ہے۔

اصل ثانی:۔ یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت کے وقت آدمی جن اعمال کا استثنا کردے کہ انھیں مسجد سے باہر انجام دیتا رہے گا ان کے انجام دینے کی اسے اجازت ہوگی۔ مثلاً نماز جنازہ کے لئے یا مریض کی عیادت کے لئے۔ یا اگر درس و تدریس کا سلسلہ ہے اور مسجد میں اسے انجام نہ دے سکتا ہو

اور اس کے لئے استثنا کرے تو ان سب امور کے لئے نکلنا جائز ہے۔
(درمختار از تاتارخانیہ و شامی)

اصل الاصول: بنیادی اصول یہی ہے کہ ان سارے جزئیات کا مدار استثنا پر ہے اس لئے کہ اعذار کے سلسلے میں محققین فقہاء نے جن تمام پر بحث فرمائی ہے تو جن اعذار کو کثرت سے واقع ہونے والا قرار دیا ہے ان کی بنیاد پر نکلنے کی اجازت دی ہے اور جو بہت کم پیش آتے ہیں انکی بنا پر نکلنے سے منع کیا ہے اور اسی بنا پر ان تمام فطری و شرعی ضرورتوں کے لئے نکلنے کا جواز نقل کیا گیا ہے۔ البتہ چونکہ جن کتابوں میں بطور اصل و قاعدہ سے اس مسئلہ کو ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ مذکور ہے کہ اعتکاف کی نذر میں اگر استثنا کرلے تو استثنا کا اعتبار ہوگا۔ اس لئے اعتکاف مسنون کے حق میں علماء نے یہ تفصیل ذکر نہیں کی ہے اور اس لئے اعتکاف مسنون کے حق میں یہی بہتر بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعتبار نہ ہو اس لئے کہ نذر خود بندہ کی طرف سے ہوتی ہے جو طے کرلے اور مسنون شریعت کی جانب سے ہے۔[۱] معتکف کے لئے نماز جنازہ اور عیادت۔ اگر اعتکاف کی نیت کے وقت ان دونوں امور کا استثنا کرلیا ہے تو ان کے لئے نکلنا جائز ہے ورنہ نکلنا

---

[۱] چنانچہ معظمی مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (کراچی) نے اپنے گرامی نامہ میں اس اصل سے اختلاف ذکر فرمایا ہے۔ احقر نے اس اڈیشن میں اس کی کسی قدر مزید وضاحت کردی اور آئندہ مختلف مواقع پر اس کا ذکر ہے وہاں سے اس کو حذف کردیا۔ الاسعدی

نکلنا جائز نہ ہوگا البتہ اگر اس کے علاوہ اور کوئی نماز پڑھنے یا پڑھانے والا نہ ہو تو نماز جنازہ کیلئے نکلنا ضروری ہوگا۔ لیکن اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

لیکن اگر استنجا کی غرض سے یا کسی اور ایسی ضرورت کے لئے نکلا تو جائز ہے اگرچہ نماز جنازہ کی ادائگی اور عبادت کے لئے اسے کچھ چلنا ہی پڑے (مراقی وغیرہ) اسی طرح اگر کوئی مریض راستہ چلتے حال بتا کر دوا کی تشخیص چاہے تو کر سکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم)

مسجد میں کئے جانے والے دنیوی کام: معتکف کے لئے مسجد میں دنیوی کاموں میں سے کھانا پینا اور سونا جائز ہے۔ باقی دیگر ضرورتوں سے اعتکاف کی مدت تک اپنے آپ کو فارغ کر لینا چاہئے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنی اور اپنی اہل وعیال کی ضرورت کے بقدر خرید و فروخت بھی جائز ہے بشرطیکہ سامان مسجد میں نہ لایا جائے۔ اسی طرح نکاح کرنا اور طلاق سے رجوع کرنا بھی جائز ہے (مراقی البحر وغیرہ) مسجد میں مریض کو دیکھ کر اور حال سنکر نسخہ لکھ سکتا ہے اور بقدر ضرورت علاج بھی کر سکتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم)۔ اسی طرح کوئی اور کام بھی جسے اس نے اپنی گذر بسر کے لئے اختیار کر رکھا ہے اور اس کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا۔ بقدر ضرورت اس کی اجازت ہوگی بشرطیکہ اس کام سے مسجد میں گندگی نہ ہو۔ نیز حجامت بنوانا بشرطیکہ بال و ناخن مسجد میں نہ گریں۔ کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا، کپڑے و برتن دھونا بشرطیکہ گندہ پانی مسجد سے باہر گرے کپڑے سینا، ضرورت کی بنا پر ریح خارج کرنا۔ اور تمام وہ کام جو اعتکاف

مفسد یا مکروہ نہیں ہیں اور شرعاً ان کی اجازت بھی ہے۔

وضو و غسل: معتکف مسجد کے اندر وضو کرسکتا ہے اور سر بھی دھل سکتا ہے بشرطیکہ استعمال شدہ پانی سے مسجد ملوث نہ ہو۔ گوشہ صحن میں جو خارج مسجد کے قریب ہو یا فصیل مسجد پر جمعہ کے لئے اور ٹھنڈک کے لئے غسل بھی کرسکتا ہے اگر استعمال شدہ پانی سے مسجد کے ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

مسجد کے ملوث نہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ وضو کا پانی احتیاط سے کسی برتن میں گرایا جائے اور غسل مسجد کے حوض یا ٹب وغیرہ کسی بڑے برتن میں کیا جائے۔ (راقی، بحر، شامی وغیرہ) اور اگر مسجد میں وضو و غسل کی جائز صورت بسہولت ممکن نہ ہو تو وضو فرض کے لئے اور غسل فرض کے لئے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے۔ وضو مستحب، غسل مسنون اور گرمی کی بنا پر غسل کے لئے نہیں۔ نکلنے کے جواز کی صورت میں غسل و وضو کے ساتھ مسواک، منجن، صابن لگانا، تولیہ سے اعضاء و بدن کا خشک کرنا یہ سب جائز ہے۔ مگر ان اعمال سے فارغ ہو کر مزید ایک لمحہ کو ٹھہرنا یا راستہ میں رکنے کی اجازت نہیں ہے۔

تمباکو نوشی: مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا ہے کہ معتکف کا کھانا پینا سب مسجد میں ہوتا ہے لہذا حقہ بیڑی کے لئے باہر نکلنا جائز نہ ہو گا۔ اور کراہت کی وجہ سے مسجد میں یہ اعمال انجام نہیں دے سکتا لہذا ایسے شخص کو ایام اعتکاف میں ان چیزوں سے بچنا

چاہیئے۔ ورنہ اعتکاف ہی نہ کرے کہ ادائے سنت کے لئے مکروہات کا ارتکاب جائز نہ ہوگا۔ (فتاوٰی دار العلوم)

کوئی بد بودار چیز کھا کر مسجد میں جانا ممنوع و مکروہ ہے تو مسجد کے اندر ایسی چیز کا کھانا بطریق اولٰی منع ہوگا لیکن جو لوگ اس کے عادی ہیں اور اعتکاف کرنا چاہتے ہیں ان کے حق میں مفتی صاحب کی یہ رائے ہی بہتر ہے کہ اعتکاف کے دوران ان مشاغل کو چھوڑ دیں مگر جہاں تک مسئلہ ہے ایسے شخص کے اعتکاف نہ کرنے کا تو اب ان چیزوں کا اتنا عموم ہو چکا ہے کہ اس کے پیش نظر بالکل منع کرنا تو مناسب نہیں ہوگا بلکہ یہ تفصیل مناسب ہوگی کہ یہ شخص اعتکاف کے حدود کی رعایت کرتے ہوئے اعتکاف کر سکے تو کرے ورنہ نہ کرے۔ حدود کی رعایت کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں ان اشیا کا استعمال نہ کرے۔ استنجا وغیرہ ضروریات سے جب نکلے تو یہ ضرورت پوری کر لے۔ مستقل اس کے لئے نہ نکلے۔ اگر کسی شخص کیلئے یہ چیز ضرورت طبعی کے درجہ میں ہو جائے بایں معنی کہ استعمال نہ کرنے میں مرض کا اندیشہ ہو تو فقہا نے عام حالات میں اس کے استعمال کے مکروہ تنزیہی ہونے کا فتوی ہونے کے باوجود مخصوص حالات میں جو احکام بیان[1]

---

[1] مگر فقہا نے عذر کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنے کی حالت میں صرف عباداتی عمل کرنے کی اجازت دی ہے (شامی) ظاہر ہے کہ بیڑی پینا عبادت نہیں ہو سکتا اس لئے بیت الخلاء میں اس کی وجہ سے دیر لگانا صحیح نہ ہوگا۔ ۱۲ (برہان)

فرماتے ہیں۔ ان کے پیش نظر دیگر طبعی ضرورتوں مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ کی طرح اس ضرورت کے لئے بھی مستقل نکلنے کی گنجائش ہوگی[1]

بچوں کی تعلیم: اگر اس مسجد میں اعتکاف کیا ہے جس میں بچوں کو پڑھاتا تھا تو کوئی اشکال نہیں ہے تعلیم جاری رہے اگر اس کے لئے کسی دوسری جگہ جانا پڑے تو بعض فقہا نے ضرورۃً اتنی گنجائش دی ہے کہ اگر اس پر اجرت نہیں لینا ہے تو شرعی ضرورتوں میں سے ہے البتہ اگر اجرت لے کر تعلیم دینا ہو تو مکروہ ہے۔

ملازمت کا کام: چونکہ ضرورت کے وقت مسجد کے اندر خرید و فروخت جائز ہے اس لئے اگر ضروری ہو تو اپنی ملازمت کا جو کام مسجد میں اس کے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے کیا جا سکتا ہو مسجد کے اندر اس کی انجام دہی جائز ہے اور اگر نذر اعتکاف میں نیت کے وقت استثنا کر دیا تھا تو جا کر ملازمت

---

[1] لیکن فقہا کے کلام سے اس کی تائید ملنی مشکل ہے بلکہ ان کے یہاں مرض کی بنا پر نکلنے کو بھی مفسد اعتکاف قرار دیا گیا ہے حالانکہ اس معنی میں وہ بھی طبعی ضرورت ہے جس میں بیڑی کو شامل کیا گیا ہے لہٰذا احقر کے نزدیک مفتی عزیز الرحمان صاحب کے فتوے میں کوئی ترمیم آج بھی صحیح نہیں ہے ۱۲ برہان

(مصنف) احقر نے حقہ و بیڑی کو ان طبعی ضرورتوں میں شامل کیا ہے جو غالب الوقوع ہیں یعنی جن کی بابت بوقت اعتکاف یہ گمان ہوتا ہے کہ انھیں تو کرنا ہی ہوگا۔ ظاہر ہے کہ عادی شخص کیلئے ان چیزوں کی یہی حیثیت ہے اور مرض اگرچہ امر طبعی ہے لیکن غالب الوقوع نہیں۔ واللہ اعلم

پر بھی جا سکتا ہے۔

اذان کے لئے مئذنہ میں جانا۔ اذان شرعی ضرورتوں میں سے ہے اور چونکہ مسجد کے اندر اذان دینا خلاف اولیٰ ہے اس لئے اذان کی غرض سے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اگرچہ معتکف مستقل موذن نہ ہو۔

اور اگر اذان کے لئے مسجد میں مئذنہ، یعنی مستقل حجرہ بنا ہو یا کوئی مینار وغیرہ ہو تو اس میں بھی جانا جائز ہے خواہ مئذنہ کا دروازہ اور زینہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔

مسجد کی چھت: مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے اس لئے جو کام مسجد کے اندر منع ہے وہ مسجد کی چھت پر بھی منع ہے خواہ وہ چھت نماز کی غرض سے بنائی گئی ہو یا نہیں اور مسجد کے حکم میں ہونے کی بنا پر معتکف وہاں جا سکتا ہے بشرطیکہ زینہ مسجد کے اندر سے ہو اس لئے کہ اس پر جانا مسجد کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ اور اگر زینہ مسجد کے باہر سے ہو تو صرف ضرورت کیوقت وہاں جانے کی اجازت ہوگی۔ چھت پر جانے کی ایک ضرورت مثلاً یہ ہے کہ مستقل یا کسی خاص ضرورت کے تحت جماعت چھت پر ہو رہی ہو

پانی گرم کرنے کیلئے نکلنا: جس طرح معتکف اگر وضو وغیرہ کے لئے پانی کا ضرورتمند ہے اور کوئی دینے والا نہیں ہے تو مسجد سے باہر نکل کر پانی لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر پانی گرم کرنے والا کوئی نہ ہو تو یہ خود مسجد کے احاطہ کے اندر پانی گرم کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی

ضرورت شرعیہ ہے (فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم)
بیت الخلاء: اگر مسجد سے متعلق بیت الخلاء کا نظم ہے تو معتکف کو اپنی حاجت وہیں پوری کر لینی چاہئیے ورنہ جہاں بآسانی ممکن ہو اور زیادہ نہ چلنا پڑے لیکن نہ تو مسجد کے بیت الخلاء میں حاجت پوری کرنا لازم ہے اور نہ مسجد سے قریب کسی دوست کے گھر میں اگرچہ وہاں اس کا نظم ہو اور بآسانی فراغت ممکن ہو بلکہ اس انتظام کے باوجود اس ضرورت کے لئے .... اپنے گھر جا سکتا ہے اس لئے کہ بہت سے لوگوں کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ جگہ کی تبدیلی ہو جانے پر انھیں حاجت سے فراغت میں تشفی و اطمینان نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر معتکف کے دو گھر ہیں۔ ایک مسجد سے قریب ہے دوسرا دور ہے اور وہ قریب والا مکان چھوڑ کر دوسرے مکان میں جائے تو اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں لیکن مذکورہ بالا احتمال کی گنجائش پر ہے۔ کہ دور والے گھر میں جائے۔ اس لئے کہ وہ بھی اپنا ہی گھر ہے۔

اعمالِ حج کی ادائگی کے لئے نکلنا۔ اگر کسی شخص نے حالتِ اعتکاف میں حج یا عمرہ کی نیت کر لی اور احرام باندھ لیا تو جب تک اعتکاف پورا نہ کرے حج و عمرہ کی ادائگی کے لئے نہ نکلے گا۔

عمرہ کے لئے چونکہ کسی وقت کی تحدید نہیں ہے سال کے کسی بھی حصہ میں کر سکتا ہے اس لئے اعتکاف پورا کر کے اسے ادا کرے گا۔

لیکن اگر اس نے حج کا احرام باندھ لیا ہے اور ایام حج آگئے ہیں اگر نہ نکلے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو اس صورت میں اعمالِ حج کی ادائگی کے لئے نکل سکتا ہے۔ اس لئے کہ حج اعتکاف کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے لیکن حج کے بعد اسے از سر نو اعتکاف کرنا پڑے گا اس لئے کہ وہ اگرچہ حج کی ادائگی کیلئے شریعت کے حکم سے نکلا تھا لیکن خود اس کے احرام باندھ لینے کی وجہ سے شریعت نے اسے حکم دیا تھا۔ اور چونکہ اعتکاف کی نیت کے وقت حج کا ارادہ نہیں تھا اس لئے اس حج کے واسطے نکلنے کو مستثنیٰ بھی نہیں قرار دیا جائے گا کہ اس نکلنے سے اعتکاف نہ ٹوٹے۔

اس عبارت سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اگر اعتکاف کی نذر کے وقت کوئی شخص ارادہ کر لے کہ مجھے حج یا عمرہ کی ادائگی کے لئے نکلنا ہے تو نکل سکتا ہے اس کا اعتکاف باقی رہے گا۔

مکروہاتِ اعتکاف

(۱) خاموشی کو عبادت اور اعمال اعتکاف میں سے خیال کر کے خاموش رہنا (۲) فضول و بلا ضرورت باتیں کرنا (۳) اعتکاف کے لئے اتنی جگہ گھیر لینا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو۔

اضطراری حالات

پیچھے ذکر کردہ حالات اور صورتوں کے علاوہ بھی کچھ اضطراری حالات معتکف کو پیش آسکتے ہیں جن کی وجہ سے اسے مسجد سے باہر نکلنے پر مجبور ہونا پڑے۔

(۱) مثلاً مسجد گر جانا (۲) کسی ظالم کا زبردستی اسے مسجد سے نکال دینا (۳) اہل

مسجد کا اس طرح منتشر ہو جانا کہ پنجوقتہ نماز بھی نہ ہو سکے جو اس کا مقصود
نفی (۴) اپنی جان و مال کے بارے میں خطرہ محسوس کرنا (۵) کسی کی گواہی
میں جانا جبکہ صاحب حق کو حق کا ملنا اسکی گواہی پر موقوف ہو (۶) نماز
جنازہ کے لئے نکلنا اگر وہی امامت کے لئے یا نماز کیلئے متعین ہو اور
کوئی دوسرا پڑھنے یا پڑھانے والا نہ ہو (۷) ڈوبتے یا جلتے کو بچانے کے
لئے نکلنا (۸) جہاد کے لئے نکلنا (۹) کسی اہم بیماری کی وجہ سے نکلنا.
اور اس طرح کے حالات جن میں معتکف کو مجبوراً مسجد سے باہر آنا پڑے.
ان اعذار کے متعلق بعض حضرات کی رائے ہے کہ اگرچہ ان حالات میں
مسجد سے نکلنا ضروری ہے لیکن اعتکاف جاتا رہے گا خواہ ان میں
سے کوئی سا عذر ہو. اس لئے کہ شریعت کی جانب سے جن چیزوں کا
طبعی یا شرعی ضرورتوں میں سے استثنا کیا گیا ہے ان میں یہ اعذار
شامل نہیں ہیں کیونکہ استثنا صرف انھیں صورتوں کا کیا گیا ہے جو
اکثر و بیشتر آتی رہتی ہیں. لہذا اعتکاف کی نیت کے وقت اگرچہ
معتکف اپنی زبان سے ان ضرورتوں کا استثنا نہ کرے لیکن عادۃً ان کا
اکثر و بیشتر پیش آنا شریعت کی جانب سے بمنزلہ استثنا قرار دیا گیا
ہے. لیکن یہ حالتیں چونکہ شاذ و نادر ہی پیش آتی ہیں اور امام صاحب
کے نزدیک بلا عذر ذرا دیر کے لئے بھی مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف
باطل ہو جاتا ہے. لہذا ان اعذار کی بنا پر نکلنے سے اعتکاف
جاتا رہے گا.

بعض متاخرین علماء کی رائے ہے کہ اصل مذہب اور قیاس کا تو یہی تقاضا ہے کہ ان اعذار کی بناء پر مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف باقی نہ رہے البتہ نکلنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس لئے کہ ان امور کیلئے نکلنا ضروری ہے۔ لیکن اگر ابتدائی چار اعذار کی بناء پر نکلتا ہے۔ تو خلاف قیاس استحساناً اس کا اعتکاف باقی رہے گا۔ بشرطیکہ فوراً دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے اور درمیان میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو۔ اس لیے کہ ان صورتوں میں معتکف کا مسجد اول سے نکلنا محض اعتکاف کی حفاظت اور بقا کے لئے ہے۔

اس پہلو پر یوں تو علامہ ابن ہمامؒ علامہ ابن نجیمؒ علامہ طحطاوی وغیرہ سب ہی نے بحث کی ہے لیکن علامہ شامی نے محققانہ کلام کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بہت سے حضرات یہ استحسان حضرات صاحبین کے قول پر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے یہاں نصف دن بغیر عذر بھی مسجد میں رہ سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ استحسان حضرت امام صاحبؒ کے قول پر ہے بہر حال غور وفکر کے بعد قول ثانی راجح معلوم ہوتا ہے۔

اعتکاف نذر کے مخصوص مسائل

۱۔ اعتکاف نذر کے لئے روزہ ضروری ہے

۲۔ صرف دل میں سوچ لینے یا نیت کی بناء پر نذر نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا ضروری ہے

۳۔ جتنے دن اعتکاف کی نذر مانے اتنے دن کا اعتکاف لازم ہے۔

۴۔ اگر دن کے لفظ سے نذر مانی ہے کہ اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ تو رات و دن دونوں کا اعتکاف کرنا ہوگا۔ اور جس دن سے اعتکاف شروع کرنا ہے اس سے قبل والی رات بھی اعتکاف میں شامل ہوگی لہذا سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں پہونچ جائے اور آخری دن غروب آفتاب کے بعد نکلے۔

۵۔ اگر صرف رات کے اعتکاف کی نیت کی ہے تو دن کا بھی اعتکاف کرنا پڑے گا اگر کئی دن کے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو اتنے دن مسلسل اعتکاف کرنا ہوگا۔ دن کا اعتکاف اس لیے لازم ہے کہ اعتکاف نذر میں روزہ ضروری ہے اور روزہ دن میں ہوگا اور مسلسل اسلئے کہ اعتکاف کی بنیاد پے درپے ہونے پر ہے۔

۶۔ اگر دو دن کا اعتکاف کیا۔ تو دو راتوں کا بھی اعتکاف کرنا ہوگا۔

۷۔ اگر دن کہہ کر صرف طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا وقت مراد لیا ہے تو صرف دن دن کا اعتکاف کرنا ہوگا بشرطیکہ پورے مہینے کے اعتکاف کی نذر نہ مانی ہو۔ ورنہ رات بھی لازم ہوگی۔

۸۔ اگر پورے مہینے کے اعتکاف کی نیت کی تو خواہ مہینہ کی تعیین کی ہو کہ فلاں مہینے میں اعتکاف کروں گا یا نہ کی ہو پورے مہینہ کے دن رات کا اعتکاف کرنا ہوگا۔

۹۔ اور اگر مہینہ سے صرف دن دن کا وقت مراد لیا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مہینہ رات و دن دونوں کے مجموعہ کا نام ہے

البتہ اگر صرف نیت نہ کرے بلکہ بوقت یہ کہہ دے کہ میں مہینہ سے صرف دن کا وقت مراد لے رہا ہوں تو دن ہی کا اعتکاف کرنا ہوگا۔

۱۰۔ نذر کے اعتکاف میں روزہ لازم ہے خواہ خاص طور پر اعتکاف کے لئے رکھے یا فرض۔ چنانچہ اگر رمضان کے اعتکاف کی نذر مانے تو رمضان کا روزہ کفایت کرے گا۔ اور اگر رمضان کے اعتکاف کی نذر مانی اور اعتکاف نہ کیا تو بعد میں قضا کرے گا اور اعتکاف کے روزے رکھے گا۔ لیکن رمضان میں قضا نہ کرے کہ وہ روزے کفایت نہ کریں گے۔

۱۱۔ اگر رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس مہینہ میں اعتکاف نہ کیا تو رمضان میں اس کی قضا درست نہ ہوگی اس لئے کہ رمضان کے روزے اسمیں کافی نہ ہوں گے۔

۱۲۔ اگر نذر کی ادائگی سے قبل مرگیا تو ہر دن کے بدلے نصف صاع گیہوں کے صدقہ کی وصیت کر جائے یا ورثا اپنی رضا سے اتنی مقدار صدقہ کریں۔

۱۳۔ اگر حالت مرض میں نذر مانی اور شفا سے پیشتر مرگیا تو فدیہ دینا ضروری نہ ہوگا۔ لیکن اگر ایک دن کے لئے بھی ایسی شفا حاصل ہوگئی کہ اعتکاف کر سکتا ہے تو جتنے دن کی نذر مانی تھی سب کا فدیہ ادا کرنا ہوگا۔

۱۴۔ اگر ایک ماہ کے روزے کی نذر مان رکھی ہو اور پھر اس ماہ کے

اعتکاف کی نذر مان لے یا اسی روزے والے مہینہ میں اعتکاف کی نذر کرے تو یہ روزہ کافی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اعتکاف کی وجہ سے مستقل روزہ واجب ہوتا ہے اور یہ پہلے سے واجب ہے رمضان کا روزہ ماہِ مبارک کے شرف کی بنا پر کفایت کرتا ہے۔

۱۵۔ اگر روزہ رکھ لیا بغیر نذر مان کر اعتکاف شروع کر دیا تو اعتکاف صحیح نہیں ہے کہ اس کے لئے مستقل روزہ نہیں پایا گیا۔

اعتکاف مسنون کا خاص حکم اعتکاف مسنون کا خاص حکم یہ ہے کہ جس شخص کو اعتکاف کرنا ہو وہ رمضان کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے قبل مسجد میں پہونچ جائے اور مسجد میں رہے ۲۹ رمضان کو اگر رویت ہو جائے تو ۲۹ ہی کو بعد مغرب نکل آئے ورنہ تیس کو بعد مغرب مسجد سے نکلے۔ اور اگر ۳۰ کو مغرب سے قبل ہی گذشتہ دن کی رویت ثابت ہو جائے تو اسی وقت مسجد سے باہر آجائے۔

اعتکاف نفل نفل اعتکاف کرنے والا جب تک مسجد کے اندر رہے معتکف ہے جس وقت چاہے وہ مسجد سے باہر آ سکتا ہے اور جس وقت مسجد سے باہر آجائے گا اس کا اعتکاف ختم ہو جائیگا اور اعتکاف کی کوئی پابندی اس پر باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد دوبارہ جب مسجد میں داخل ہو کر نیت کرے گا پھر معتکف ہو جائے گا۔

عورت کے اعتکاف کے مخصوص مسائل (۱) عورت کو اعتکاف کیلئے

شوہر کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے خواہ اعتکاف واجب ہو یا مسنون یا نفل۔ اور اگر وہ اجازت نہ دے تو اعتکاف نہ کرے لیکن اگر اجازت دیدے تو پھر اسے روکنے کا حق نہیں۔

۲۔ اگر عورت نے اعتکاف کی نذر مان لی لیکن شوہر نے اجازت نہیں دی تو ایسی صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ اس کی زوجیت سے باہر آنے پر قضا کرے ورنہ موت سے پیشتر فدیہ کی وصیت کر جائے یا پھر اسکے ورثا فدیہ ادا کریں۔

۳۔ چونکہ عورت کو پردہ کا حکم ہے اور شریعت کی جانب سے اس سے مردوں سے دور رہنے اور ہر معاملے میں اپنے آپ کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کا مطالبہ ہے۔ اس لئے وہ مسجد میں اعتکاف نہ کرے بلکہ گھر کے جس حصہ میں وہ نماز پڑھا کرتی ہے وہیں معتکف ہو جائے۔

۴۔ اگر گھر میں اس نے نماز کیلئے کوئی جگہ مخصوص نہیں کر رکھی ہے تو صرف اعتکاف کے لئے بھی کسی خاص جگہ کا تعین کر سکتی ہے مناسب یہ ہے کہ ایسی جگہ کا انتخاب کرے جو زیادہ پوشیدہ اور کونے میں ہو۔

۵۔ عورت نے اپنے اعتکاف کیلئے جس جگہ کو اختیار کیا ہو وہ اعتکاف کے دوران اسکے لئے مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے وہاں سے ان ضرورتوں کے لئے نکل سکتی ہے جن کے لئے مرد کو مسجد سے نکلنا جائز ہے اور اگر کسی دوسری ضرورت سے نکلے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ اگر عورت مسجد میں اعتکاف کرنا چاہے تو اکثر حضرات نے کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز قرار دیا ہے لیکن علامہ طحطاویؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ چونکہ فقہا نے نماز کے لئے مسجد میں عورتوں کی آمد و رفت کو منع کر دیا ہے اس لئے اعتکاف جس میں مستقل مسجد میں قیام کرنا پڑتا ہے اور اس بنا پر گویا فساد اندیشہ اور قوی ہوتا ہے اس لئے اعتکاف بھی اس کے حق میں منع ہونا چاہئے احتیاطاً یہی رائے مناسب معلوم ہوتی ہے۔

۷۔ اگر عورت مسجد کے اندر معتکف ہے اور شوہر طلاق دیدے تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اور وہ عدت گذارنے کیلئے گھر چلی جائے (البحر)

۸۔ اگر حالت اعتکاف میں حیض یا ولادت کا موقع آجائے تو اس کا اعتکاف جاتا رہے گا۔ اور جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اسی دن کی قضا واجب ہوگی۔ اگر اعتکاف مسنون ہو تو۔ لہٰذا پاکی کے بعد ایک دن کا اعتکاف کرلے۔ رمضان ہو تو اس کا روزہ کفایت کرے گا ورنہ روزہ بھی رکھنا ہوگا۔

۹۔ عورت کے لئے گھر یلو کسی ضرورت سے اعتکاف کی جگہ سے باہر جانا درست نہیں ہے البتہ اسی جگہ سے گھر کے کاموں کی ہدایات دے سکتی ہے اور اسی جگہ بیٹھ کر گھریلو کام سینا وغیرہ کر سکتی ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ خود کو عبادت کے اعمال میں مصروف رکھے۔

مقصدات اعتکاف: گذشتہ تفصیلات سے بہت سے مقصدات اعتکاف کا علم ہو گیا ہوگا لیکن مستقل یکجا طور پر ان کا ذکر

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فقہا نے مفسدات اعتکاف کی تین صورتیں بیان کی ہیں۔

اول: وہ اعمال جو معتکف نے بلا عذر کئے ہوں۔

دوم: وہ اعمال جو کسی عذر کی بنا پر کئے ہوں۔

سوم: وہ اعمال جو اضطراری ہیں۔ یعنی ان کے کرنے میں معتکف کے ارادے کا دخل نہ ہو۔

پہلی صورت وہ اعمال جو معتکف بالارادہ بلا کسی عذر کے انجام دے مثلاً (۱) بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلنا یعنی جن صورتوں میں مسجد سے نکلنے کی اجازت دی گئی ہے ان کے بغیر نکلنا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک ذرا دیر بھی بلا عذر مسجد سے باہر آنا مفسد اعتکاف ہے خواہ جان بوجھ کر نکلے یا بھول کر۔ اور خواہ مسجد سمجھ کر مسجد سے متصل کسی حصہ میں جائے یا خارج سمجھ کر نیز جن ضرورتوں سے نکلنا جائز ہے ان سے فارغ ہو کر بے ضرورت ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھہرنا درست نہیں ہے۔ اس سے بھی امام صاحب کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا حتیٰ کہ کسی کے روکنے سے بھی نہ رکے بلکہ چلتے چلتے اسے بتا دے قرض خواہ کے روکنے سے بھی نہ رکے۔ البتہ اگر وہ مجبور کر کے روک ہی لے تو صاحبین کے قول کے مطابق اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

(۲) روزہ توڑنا۔ خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر کسی عمل کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے۔ مثلاً کلی کرنے میں ناک میں پانی چلا جائے یا منجن

صادق کے بعد تک کھاتا رہے یا غروب سے پہلے غلط فہمی سے کھالے کہ وقت ہو چکا ہے

۳. جماع خواہ انزال ہو یا نہ ہو مسجد کے اندر ہو یا باہر ہو. دن میں ہو یا رات میں ہو. بھول کر ہو یا قصداً ہو۔

۴. انزال جبکہ دواعی جماع مثلاً بوسہ اور چھونے وغیرہ کی وجہ سے ہو لیکن اگر ان اعمال کی وجہ سے انزال نہ ہو تو اگرچہ معتکف کے حق میں یہ بھی حرام ہے لیکن اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ اگر انزال محض سوچنے یا دیکھنے سے ہو یا احتلام ہو تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

۵. روزہ کی حالت میں قصداً کچھ کھا پی لینا کہ اس سے روزہ جاتا رہے گا تو اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر بھول کر کھایا پیا تو روزہ فاسد نہ ہونے کی بنا پر اعتکاف باقی رہے گا۔

۶. مرتد ہو جانا۔

۷. پیشاب پاخانہ کے لئے گھر جا کر فراغت کے بعد ٹھہرا رہنا۔

۸. اسی طرح مسجد سے باہر جانے کی کسی بھی جائز صورت میں ضرورت سے زائد رکنا و ٹھہرنا۔

چونکہ مذکورہ سارے کام بغیر کسی عذر کے کئے جائیں گے اس لئے ان سے اعتکاف بھی فاسد ہوگا اور عذر کے بغیر اعتکاف کو فاسد کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔

دوسری صورت دوسرے وہ اعمال جو اس کے اختیار سے صادر

ہوں لیکن کسی عذر کی بنا پر مثلاً

۱۔ خود معتکف کا یا اس کے والدین یا اہل و عیال میں سے کسی کا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے نکلنا جس میں مسجد سے نکلنا ضروری ہو

۲۔ اس کے علاوہ تمام صورتیں جو اضطراری حالت کے تحت ۵ سے ۸ تک بیان کی گئی ہیں ان صورتوں میں اگرچہ اس کا نکلنا شریعت کے حکم سے ہے لیکن اس کے اختیار سے ہے۔

تیسری صورت تیسرے وہ امور مفسد ہیں جن میں معتکف کو اختیار نہ رہا ہو۔ مثلاً مجنون ہو جانا۔

۲۔ بے ہوش ہو جانا جبکہ یہ دونوں مرض کئی دن تک باقی رہیں لیکن اگر دن کے کسی حصہ میں یہ دونوں حالتیں پیش آئیں اور اس دن غروب آفتاب تک مسجد میں رہ جائے تو اس دن کا اعتکاف ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جس وقت اعتکاف کا آغاز ہوا۔ اسوقت وہ صحیح حال میں تھا۔ البتہ باقی دنوں کی افاقہ کے بعد قضا کرے گا۔

۳۔ حیض آجانا۔

۴۔ ولادت ہونا۔ ان دونوں صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگا۔ مگر گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ مجبوری کی وجہ سے فوت ہونے انشاءاللہ ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

فساد سے مراد ان مفسدات کے پائے جانے سے نذر اعتکاف تو بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے اور نفل اعتکاف بالاتفاق ختم

ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ نہ تو نفل لازم ہے اور نہ مسنون۔ جب بھی کوئی مفسد پیش آئے گا اس کو ختم کر دے گا۔

اور اعتکاف نذر واجب ہونے کی بنا پر لازم ہے اس لئے جب اعتکاف باطل ہو گیا تو بعد میں اسکی قضا ضروری ہے۔

اعتکاف کی قضا اعتکاف نفل کی قضا بالاتفاق لازم نہیں اس لئے کہ اسکا کوئی وقت متعین نہیں جب چاہے اسے ختم کر دے۔

اعتکاف نذر چونکہ واجب ہے اس لئے اسکی قضا بالاتفاق لازم ہے اور اعتکاف کے ساتھ روزہ بھی رکھے گا اس لئے کہ اعتکاف نذر میں روزہ ضروری ہے۔

۱۔ اگر وقت متعین کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس میں اعتکاف نہ کیا تو پوری مدت کی قضا کرے۔

۲۔ اگر کچھ دن گذرنے کے بعد شروع کیا تو گذشتہ دنوں کی قضا کرے۔

۳۔ اگر نذر معین میں شروع کرنے کے بعد کوئی مفسد پایا جائے تو جتنے دن رہ گئے ان کی قضا کرے۔

۴۔ اور اگر معین میں پایا گیا تو پوری مدت کی قضا کرے اس لئے کہ نذر غیر معین میں مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہے اور گذشتہ دنوں کی قضا نہ کرنے میں تسلسل باقی نہ رہے گا۔

اعتکاف مسنون کی قضا فقہائے کرام نے عام طور پر یہ تصریح فرمائی ہے کہ اعتکاف مسنون بھی نفلی اعتکاف کی طرح

کسی مفسد کے پائے جانے کی بنا پر ختم ہو جاتا ہے باطل نہیں ہوتا۔ کہ اسکی قضا لازم ہو۔ لیکن علامہ ابن ہمام ملا علی قاریؒ اور علامہ شامیؒ وغیرہ نے اعتکاف مسنون کی قضا کے سلسلہ میں بحث فرمائی ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ جس دن اعتکاف فاسد ہو اس دن کی قضا تو حضرات طرفین رامام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بھی کرنی چاہیئے اس لیئے کہ اس دن کا روزہ لازم ہے لہٰذا اعتکاف بھی لازم ہوگا۔ اور اس کی قضا کی صورت یہ ہے کہ اگر اس رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن چوبیس گھنٹے کا ایک دن کے غروب سے لیکر اگلے دن کے غروب تک کا اعتکاف کرلے اور اگر اس رمضان میں موقع نہ رہ گیا ہو یا کسی وجہ سے نہ کر سکے تو بعد رمضان کسی دن بھی اسی تفصیل کے مطابق اعتکاف کرلے حتیٰ کہ اگلے رمضان میں بھی کر سکتا ہے۔ یہ صورت قضا کی اسوقت ہوگی جبکہ رات میں اعتکاف فاسد ہو اور اگر دن میں فاسد ہو تو دن ہی دن کی قضا کرے یعنی طلوع صبح صادق سے لیکر غروب تک۔ یہ بھی خیال رہے کہ اعتکاف مسنون کے ٹوٹ جانے پر یہ ضروری نہیں کہ پھر اعتکاف بالکل چھوڑ دیا جائے بلکہ نفل اعتکاف کی نیت سے باقی دنوں کا اعتکاف جاری رکھا جا سکتا ہے اس لیئے اگرچہ اس صورت میں اعتکاف کا جاری نہ رکھنا جائز ہے مگر جاری رکھنا مستحب ہے۔ خواہ اسی دن سے شروع کر دے یا اگلے دن سے۔

ضروری تنبیہ: اس رسالہ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتابیں سامنے

رکھی گئی ہیں۔ فتح القدیر، البحر الرائق، شامی، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار وعلی المراقی، الفلاح، عالمگیری، ہدایہ، شرح وقایہ، کنز، فتاویٰ دار العلوم فتاوی امدادیہ، فتاوی رحیمیہ وغیرہ۔

ہر کتاب کے باب الاعتکاف کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد جو مسائل سامنے آئے انھیں ذکر کر دیا۔ اکثر مسائل اتفاقی ہیں بعض مسائل کے متعلق بعض حضرات نے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں ان میں غور و فکر کے بعد احقر کے نزدیک جو رائے مناسب تھی ذکر کر دی غلطی کا احتمال تو یوں بھی رہتا ہے بالخصوص درج ذیل مسائل میں موقع ہو تو حسب ممکن اکابر اہل علم سے مزید استفسار کر لیا جائے۔

(۱) مسجد کی دیوار کا مسئلہ (۲) اعتکاف مسنون کے لئے روزہ کا مسئلہ۔
(۳) اعتکاف مسنون کی قضا (۴) اعتکاف کے حق میں بستی کا اعتبار
(۵) تمباکو نوشی کا مسئلہ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد
محمد عبید اللہ الاسعدی غفرلہ
خادم التدریس والافتاء جامعہ عربیہ ہتورا۔ باندہ